Fikr-o-Nasar (Islamabad) 28-29:4,1-2 (1991)

حافظ ابن عبدالبر اندلسی
تعارف ـ تذکرہ ـ خدمات

سید علی اصغر چشتی صابری

اندلس ـ مفسّرین ، محدّثین ، فقہاء ، خطباء اور علماء کی سرزمین ـ یہاں اتنی قد آوراور متأثرکن شخصیات پیدا ہوئیں جنھوں نے نہ صرف اندلس کو بلکہ پوری دنیا کو اپنی علمی، فکری اور عملی خدمات سے متأثر کیا ـ ان حضرات کو اللہ تعالی نے جو علم دیا تھا اور جو سمجھ عطا کی تھی اس میں بڑا رسوخ اور وثوق تھا ـ ان میں سے جس نے جو بھی علمی کارنامہ سرانجام دیا ہے وہ قابل رشک ہے ـ

اندلس میں علم حدیث کی ترویج، خدمت اور اشاعت سے جو حضرات وابستہ رہے ان کی فہرست بہت طویل ہے ـ ان میں سے جس شخص کو بہت زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی ان کا نام شیخ الاسلام حافظ ابن عبدالبر القرطبی ہے ـ

نام ونسب :

آپ کا پورا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی ہے ـ کنیت ابو عمر اور لقب جمال الدین ہے ـ آپ کا سلسلہ نسب نمر بن قاسط ابن ھنب بن افضی بن دعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار سے ملتا ہے ـ اس لحاظ سے آپ کا تعلق بنو عدنان سے ہے اور آپ خالص عربی النسل ھیں ـ

مؤرخ ابن خلکان آپ کی نسبت ,,نمری،، کے بارے میں لکھتے ھیں : ,,النمری،، بفتح النون والمیم وبعدھا راء، ھذہ النسبۃ الی النمر

بن قاسط، بفتح النون وكسر الميم ۔ وانما تفتح الميم فی النسبة خاصة وهی قبیلة كبیرة مشهورة» (۱) ۔

یعنی حافظ ابن عبدالبر نمری اس لئے کہلاتے ہیں کہ آپ کا نسبی تعلق نمر بن قاسط سے ہے۔ نمر بن قاسط کی طرف جو قبیلہ منسوب ہے وہ بہت بڑا اور مشہور ہے۔

بنو ربیعہ کے بعض خاندان اندلس کی مشہور وادی آش میں آکر آباد ہوئے تھے ۔ یہاں ان کی آبادی پھیل گئی اور بعد میں پورا علاقہ ان کے نام سے منسوب ہو گیا ۔ حافظ ابن عبدالبر کا تعلق انہی خاندانوں میں سے ایک خاندان سے ہے۔

ولادت :

حافظ ابن عبدالبر کی ولادت ۲۵ ربیع الثانی ۳٦۸ ھ کو ہوئی ۔ طاہر بن مفوّز جو آپ کے قریبی ساتھیوں اور تلامذہ میں سے ہیں ان کا قول ابن خلکان نقل کرتے ہیں : قال صاحبه ابو الحسن طاهر بن مفوّز المعافری، وهو الذی صلی علیه ، سمعت ابا عمر ابن عبدالبر یقول : ولدت یوم الجمعة والامام یخطب لخمس بقین من شهر ربیع الآخر سنة ثمان و ستین وثلاثمائة » (۲)۔

یعنی حافظ ابن عبدالبر کے قریبی ساتھی ابو الحسن طاہر بن مفوّز کہتے ہیں کہ میں نے ابن عبدالبر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں ۲۵ ربیع الآخر ۳٦۸ ھ کو جمعہ کے دن اس وقت پیدا ہوا جب امام خطبہ دے رہا تھا ۔ طاہر بن مفوّز وہ شخص ہیں جنھوں نے آپ کے جنازہ کی نماز پڑھائی ۔

بعض روایات میں ہے کہ ابوالحسن طاہر کو آپ نے اپنے والد عبداللہ بن محمد کا وہ مکتوب دکھایا تھا جس میں آپ کی پیدائش کا وقت اور تاریخ درج تھی ۔ حافظ ذہبی نے بھی آپ کی پیدائش کی تاریخ ربیع الآخر ۳٦۸ ھ بتائی ہے۔

آپ کے والد عبداللہ بہت اچھے شاعر اور ادیب تھے لیکن آپ کو ان سے استفادہ کرنے کا موقعہ اس لئے نہ مل سکا کہ آپ کے سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے وہ وفات پاگئے ۔ ابن خلکان حافظ ابن عبدالبر کے حوالہ سے لکھتے ہیں ۔ ,,وذکر ابو عمر انّ والدہ ابا محمد عبداللہ بن محمد بن عبدالبر توفی فی شھر ربیع الآخر سنة ثمانین وثلاثمائة ۔ و مولدہ سنة ثلاثین وثلاثمائة ,,(۳) ۔

یعنی ابو عمر کہتے ہیں کہ ان کے والد عبداللہ ربیع الثانی۳۸۰ھ میں وفات پاگئے ۔ان کی ولادت کا سال ۳۳۰ ھ ہے۔ اس بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال پچاس سال کی عمر میں ہوا۔ جس وقت آپ کی اپنی عمر بارہ سال تھی ۔

تعلیم وتربیت :

حافظ ابن عبدالبر کی نشوونما قرطبہ میں ہوئی ۔ جو اس وقت اندلس کا دار الخلافہ تھا ۔ دار الخلافہ ہونے کی وجہ سے قرطبہ علم وثقافت اور تہذیب وتمدن کا مرکز تھا ۔ یہاں ہر ایک علم اور فن کے ماہر اور باکمال افراد موجود رہتے تھے ۔ علمی مراکز کی کثرت کی بناء پر بڑے بڑے علماء اور فضلاء یہاں تیار ہوتے تھے ۔ جو فراغت کے بعد علم کی ترویج اور خدمت میں مصروف ہو جاتے تھے ۔ انفرادی علمی حلقوں کے علاوہ یہاں اجتماعی مراکز بھی موجود تھے ۔ جہاں کتی کتی علماء مسلسل تحقیق اور تصنیف و تالیف کا کام کرتے تھے ۔ ان علمی حلقوں کے وجود کا نتیجہ یہ ہوا کہ اندلس میں معروف اور مشہور علماء کی تعداد بہت بڑھ گئی ۔ دنیا کے دوسرے حصوں سے طلبہ یہاں تحصیل علم کیلئے آنے لگے ۔ اور قرطبہ کو یہ حیثیت حاصل ہو گئی کہ یہاں کے علماء کا قول اور عمل پورے مغرب میں حجت اور سند سمجھا جانے لگا ۔ قرطبہ میں لائبریریوں اور کتب خانوں کی

تعداد بہت بڑھ گئی اور ہر خاص و عام علم کی تحصیل اور طلب میں دلچسپی لینے لگا ۔ اهل قرطبہ علماء کا بہت احترام کرتے تھے ۔ ان کی رائے کی قدر کرتے تھے ۔ علماء کے پاس بیٹھنے کو باعث فخر سمجھتے تھے ۔ اور ہر انفرادی اور اجتماعی امر میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے ۔

ایسے خوشگوار اور علمی ماحول میں حافظ ابن عبدالبر کو پھلنے پھولنے اور بڑھنے کا موقع ملا ۔ آپ نے قرطبہ کے بڑے بڑے علماء اور شیوخ کی صحبت میں رہ کر ان کے علوم سے استفادہ کیا ۔ ان کے پاس بیٹھ کر لکھا اور علم کی جستجو میں خوب محنت کی ۔

اپنی محنت اور خدا داد صلاحیت کی بناء پر آپ نے علماء اندلس میں ایک ممتاز مقام حاصل کیا ۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ آپ "حافظ المغرب" کہلائے ۔ آپ نے دیگر علوم کے ساتھ ساتھ حدیث اور فقہ پر بہت توجہ دی ۔ ان دونوں موضوعات پر اپنے اسلاف کی کتب کا آپ نے بغور مطالعہ کیا ۔ اور پھر مفید و جامع کتابیں لکھیں ۔

آپ کا تعلق فقہاء کی اس جماعت سے ہے جو تقلید محض کے قائل نہیں ۔ بلکہ دلائل اور براهین کو دیکھ کر کسی مجتہد کا قول اختیار کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ آپ بعض مرتبہ امام مالک کے قول کو ترجیح دیتے ہیں ۔ کبھی امام شافعی کے اجتہاد کو ترجیح دیتے ہیں ۔ امام احمد کو اپنا امام مانتے ہیں اور امام ابو حنیفہ کا "امام اعظم" کہہ کر تذکرہ کرتے ہیں ۔ آپ کی مؤلفات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے اسلاف میں سے ہر ایک کی قدر اور احترام کرتے تھے ۔ آپ کی اس وسعت قلبی کا نتیجہ ہے کہ محدثین اور فقہاء کے ہر طبقہ میں آپ کو مقبولیت حاصل رہی ۔ اپنے ہم عصر علماء نے آپ کو شیخ ، حافظ المغرب اور امام تسلیم کیا ۔ اور بعد کے علماء نے

آپ کی کتب سے خوشہ چینی کو اپنے لئے سعادت اور باعث فخر سمجھا ۔ ابن رشد جیسا فقیہ اپنی کتاب ,,بدایۃ المجتہد،، میں آپ کی کتاب ,,الاستذکار،، پر اعتماد کرتا ہے ۔ اور اس سے پوری طرح استفادہ کرتا ہے ۔ اور حافظ ابن حجر جیسا محدث اپنی کتاب ,,الاصابہ ،، میں آپ کی کتاب ,,الاستیعاب،، سے مدد لیتا ہے ۔ اور اسے اپنے لئے سند سمجھتا ہے ۔ یہی حال آپ کی دیگر کتب کا ہے ۔ جن سے بعد کے علماء نے متاثر ہوکر اخذ کیا ۔ انہیں پڑھا، پڑھایا اور ان کی ترویج و خدمت کی ۔

قاضی ابو علی الحسین بن محمد الصدفی کہتے ہیں : سمعت شیخنا القاضی ابا الولید الباجی یقول : ,, لم یکن باالاندلس مثل ابی عمر ابن عبدالبر فی الحدیث ،، ۔ وقال ایضاً : ,, ابو عمر أحفظ اهل المغرب،، (۴) ۔

یعنی ہمارے شیخ ابو الولید باجی کہتے تھے کہ اندلس میں ابن عبدالبر جیسا عالم حدیث (محدث) کوئی نہیں آیا اور آپ کہا کرتے تھے کہ ابو عمر مغرب کے حفاظ میں سب سے بڑے حافظ ہیں ۔

قاضی ابو الولید آپ کے شیوخ میں سے ہیں ۔ اس لئے کہ آپ نے ان سے روایات اخذ کی ہیں ۔ اس کے باوجود آپ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حفظ وعلم کا اعتراف کرتے ہیں ۔

ابو علی الجیانی کہتے ہیں : ابن عبدالبر شیخنا من اهل قرطبه بها طلب الفقه ولزم أبا عمر احمد بن عبدالملک وکتب بین یدیه ولزم آبا الولید بن الفرضی ، وعنه اخذ کثیرا من علم الحدیث ودأب فی طلب العلم و افتن فیه ، وبرع براعة فاق فیها رجال الاندلس،،(۵) ۔

یعنی ابن عبدالبر ہمارے ان شیوخ میں سے ہیں جن کا تعلق قرطبہ سے ہے ۔ آپ نے قرطبہ میں رہ کر ابوعمر احمد بن عبدالملک

سے فقه حاصل کی ۔ اور ابوالولید بن الفرضی سے حدیث پڑھی ۔ علم کے حصول میں آپ نے خوب محنت کی اور مشقتیں برداشت کیں اور اتنی مہارت اور کمال حاصل کیا که اندلس کے جتنے اهل علم تھے ان میں آپ کو بلند مقام ملا اور فوقیت حاصل ہوئی ۔

غسانی کہتے ہیں که حافظ ابن عبدالبر قاسم بن محمد اور احمد بن خالد کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے که همارے شہر میں ان جیسا کوئی عالم نہیں ۔ لیکن حقیقت یه ہے که ابن عبدالبر خود بہت بڑے عالم تھے اور ان دونوں حضرات سے کسی طرح بھی کم نه تھے (٦) ۔

حافظ ذہبی کہتے ہیں : ابن عبدالبر کو علم حدیث میں تقدّم اور علم فقه اور معانی میں بصیرت حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ علم الانساب اور علم الاخبار میں بھی پوری طرح دسترس حاصل تھی ۔ اس کا اندازہ ان تالیفات سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے اس موضوع پر لکھی ہیں (۷) ۔

حافظ ذہبی کا کہنا ہے که ابو عمر کو کتاب الزعفرانی اور سنن ابو داؤد نہایت اعلی سندوں سے حاصل ہوئیں ۔ پہلی کتاب کا آپ نے ابن صیفون سے، انھوں نے ابن الاعرابی سے اور انھوں نے مؤلف سے سماع کیا ہے۔ اور دوسری کتاب کا عبدالمؤمن سے انھوں نے ابن داسه سے اور انھوں نے امام ابو داؤد سے سماع کیا ہے۔ اس طرح آپ امامت کے ساتھ ساتھ علو اسناد کے بھی حامل ہیں (۸) ۔

حافظ ابن عبدالبر نے اپنی ساری زندگی اندلس میں گذاری ۔ اندلس سے باہر جانے کا آپ کو موقع نه ملا ۔ ابتدائی زندگی قرطبه میں گذری ۔ قرطبه کے علماء سے آپ نے کسب فیض کیا اور یہیں سے اپنی علمی اور عملی زندگی کا آغاز کیا ۔ لیکن بعد میں آپ نے قرطبه

کو خیرباد کہا ۔ اور اشبیلیہ کی طرف گئے ۔ اشبیلیہ میں آپ کو آرام اور سکون نہ ملا ۔ کئی مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ اسے چھوڑتے ہوئے آپ نے ایک نظم کہی جس کے چند اشعار یہ ہیں :

(۱) تنکـر من کنـانسـر بقــربــه
وعـاد زعـاقـا بعد ان کان سلسـلا

(۲) بلیت بحمص والمقـام ببلـــدة
طویلا لعمـری مخلق یورث البلـی

(۳) اذا هـان حـر عند قوم اتاهـم
ولـم ینـاعنهم کان أعمی و أجهـلا

(۴) ولم تضـرب الامثال الا لعـالـم
ومـا عوتب الانسـان الا لیعقـلا (۹)

اشبیلیہ چھوڑ کر آپ نے مشرقی اندلس کی طرف کوچ کیا ۔ مختلف اوقات میں دانیہ، بلنسیہ اور شاطبہ میں سکونت اختیار کی ۔ یہاں آپ کی زندگی خوشگوار رہی ۔ مظفر بن الافطس کے دور میں آپ اشبونہ اور شنترین کے قاضی رہے ۔ ابن خلکان لکھتے ہیں :

,,وفارق قرطبہ وجال فی غرب الاندلس ، ثم تحوّل الـی شرق الاندلس وسکن دانیة من بلادها ، وبلنسیه وشاطبـه ۔ وتولـی قضـا الاشبونه ، وشنترین فی ایام ملکها المظفر بن الافطس،،(۱۰) ۔

یعنی قرطبہ چھوڑ کر حافظ ابن عبدالبر مغربی اندلس چلے گئے ۔ پھر وہاں سے مشرقی اندلس کا رخ کیا اور دانیہ میں سکونت اختیار کی ۔ بعد میں بلنسیہ آئے اور پھر شاطبہ میں رہے ۔ ملک مظفر کے عہد میں آپ کو اشبونہ اور شنترین کے قضا کا منصب دیا گیا ۔

وفـــات :

حافظ ابن عبدالبر کی زندگی کا آخری حصہ مشرقی اندلس میں گذرا ۔ آپ آخر تک شاطبہ میں رہے اور یہیں وفات پائی ۔ ابو داؤد

مقری کہتے ہیں کہ ابو عمر پچانوے سال پانچ مہینے زندہ رہنے کے بعد بروز جمعرات آخر ربیع الثانی ۴۶۳ھ میں مالک حقیقی سے جاملے (۱۱)۔ ابن خلکان نے بھی آپ کی تاریخ وفات یہی بتائی ہے۔

اساتذہ اور شیوخ :

حافظ ابو عمر نے بہت سارے شیوخ سے استفادہ کیا۔ یہاں ہم صرف ان حضرات کا تذکرہ کرتے ہیں جو بہت معروف اور مشہور ہیں۔ ان سب حضرات کا تعلق اندلس سے ہے۔ حافظ ابن عبدالبر نے تحصیل علم کیلئے اندلس سے باہر کا سفر نہیں کیا۔

(۱) خلف بن القاسم بن سهل بن الدباغ الاندلسی (م۔ ۳۹۳ھ)

اندلس کے کبار علماء اور مشہور حفاظ میں سے ہیں۔ ابن عبدالبر نے ان سے خوب استفادہ کیا۔

(۲) عبدالوارث بن سفیان بن حبرون :

آپ مشہور محدث اور امام قاسم بن اصبغ کے خاص شاگردوں میں سے ہیں قاضی بن زرب اور ابن ابی دلیم سے بھی علم حدیث حاصل کیا۔ ابن عبدالبر نے شیخ عبدالوارث کی بہت تعریف کی ہے اور اپنی کتاب ,,الاستیعاب فی معرفة الاصحاب،، میں بہت ساری روایات ان کی سند سے نقل کی ہیں۔ جس سے بآسانی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ابن عبدالبر شیخ عبدالوارث کے علمی مقام سے بہت متاثر تھے اور ان پر بہت اعتماد کرتے تھے۔

(۳) عبدالله بن محمد بن عبدالمؤمن (م۔ ۳۹۰ھ)

آپ نے عراق کے اکابر علماء سے علم حدیث میں استفادہ کیا۔ اور اندلس میں حلقہ درس قائم کیا۔ جہاں دور دور سے حدیث کے طلبہ روایات اخذ کرنے کیلئے آتے تھے۔ اندلس کے محدثین میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ ابن عبدالبر نے ان سے سنن ابو داؤد کا سماع کیا۔

عبد المؤمن نے ابن داسه سے اور ابن داسه نے براہ راست امام ابو داؤد سے ان کی سنن کا سماع کیا ہے۔ اس لحاظ سے ابن عبدالبر کو عالی سند کے ساتھ سنن ابو داؤد کی روایات ملی ھیں (۱۲) ۔

(۴) محمد بن عبدالملک بن صیفون الرصافی:

آپ نے ابو سعید بن الاعرابی سے علم حدیث حاصل کیا اور بڑی شہرت پائی ابن عبدالبر ان کی خدمت میں رہے اور ان سے کتاب الزعفرانی کا سماع کیا ۔ یه کتاب بھی ابن عبدالبر کو عالی سند کے ساتھ حاصل ھوئی اس لئے که ابن صیفون نے اس کا سماع ابن الاعرابی سے کیا ہے اور ابن الاعرابی نے براہ راست مؤلف سے کیا ہے (۱۳) ۔

(۵) ابو محمد عبدالله بن احمد بن عبدالرحمن بن أسد الجهنی:

آپ نے پہلے اندلس کے علماء سے استفادہ کیا ۔ پھر حجاز، شام اور مصر تحصیل علم کی غرض سے سفر کئے ۔ اپنے دور کے ممتاز علماء میں شمار ھوتے تھے ۔ ابن عبدالبر نے آپ سے کسب فیض کیا ۔

(٦) ابو علی حسن بن عبدالله بن یعقوب البیجانی:

آپ نے سعید بن مخلوف سے عبدالملک بن حبیب کی کتاب کا سماع کیا ۔ ابن عبدالبر نے ابو العباس اور احمد بن عمر العذری کے همراہ ان سے یه کتاب اخذ کی ۔ اور شرف تلمذ حاصل کیا ۔

(٧) ابو عمر احمد بن محمد بن احمد بن سعید المعروف بابن الجسور (م۴۰۱ھ)

آپ علمائے حدیث کے ھاں بڑی شہرت رکھتے ھیں ۔ آپ نے ابوعلی الحسن بن سلمه ، ابوبکر احمد بن الفضل الدینوری ، وهب بن مسرة، محمد بن معاویة القرشی اور قاسم بن اصبغ جیسے شیوخ سے کسب علم کیا ۔ آپ کے تلامذہ کی فہرست بہت طویل ہے ان میں

ابو محمد علی بن احمد اور ابن عبدالبر کو سب سے زیادہ شہرت حاصل ہوئی ۔

(۸) حافظ ابو عثمان سعید بن نصر بن عمر بن خلف الاندلسی:

آپ نے علم کی جستجو میں بہت سفر کئے ۔ خراسان میں بہت عرصہ تک رہے ۔ ابو سعید بن الاعرابی اور اسماعیل الصفار جیسے شیوخ سے کسب فیض کیا ۔ اندلس میں قاسم بن اصبغ اور وھب بن مسرۃ سے استفادہ کیا ۔ ابن عبدالبر آپ کے مشہور تلامذہ میں سے ہیں ۔ آپ نے بخارا میں وفات پائی ۔

(۹) ابو الفضل احمد بن قاسم بن عبدالرحمن التاھرتی:

آپ تاھرت میں پیدا ہوئے اور بچپن ھی میں والد کے ساتھ اندلس منتقل ہوئے ۔ آپ کی نشوونما اندلس میں ہوئی ۔ اندلس کے علماء سے کسب علم کیا ۔ ابن ابی دلیم ، قاسم بن اصبغ اور وھب بن مسرہ آپ کے شیوخ میں سے ہیں ۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ لیکن ان میں ابو عمران الفاسی اور ابن عبدالبر زیادہ معروف ہوئے ۔

(۱۰) ابو عمر احمد بن محمد بن عبداللہ الطلمنکی (۳۴۰ ۔ ۴۲۹ھ)

طلمنکہ اندلس میں ایک بستی کا نام ہے ابو عمر یہیں پیدا ہوئے اور اسی کی طرف منسوب ہوئے ۔ آپ اپنے دور میں قرأت کے امام مانے جاتے تھے ۔ آپ نے ابوبکر محمد بن یحیی الدمیاطی،ابو عیسیٰ یحیی بن عبداللہ لیثی ، ابوبکر زبیدی، ابو عبداللہ بن مفرج، احمد بن عون اللہ ، ابو محمد عبداللہ بن محمد بن علی باجی ، خلف بن محمد خولانی ، ابن بشر انطاکی ، حج کرنے کے بعد ابو طاھر محمد بن محمد عجیفی اور مدینہ میں یحیی بن حسین مطلبی، ابوبکر فوادی ، ابو حفص بن عراک اور ابو العلا بن ماھان سے اکتساب فیض کیا ۔

آپ قرآن کے حروف ، اعراب، ناسخ ومنسوخ ، احکام اور معانی کے جاننے میں ہم عصروں پر فائق تھے ۔ فن حدیث اور معرفت رجال میں پوری توجہ مرکوز رکھتے تھے ۔ حدیث کے حافظ اور دیانت کے اصول سے باخبر تھے ۔ آپ سے امام ابو عمر بن عبدالبر ، امام ابو محمد بن حزم اور عبداللہ بن سہل اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں (۱۳) ۔

(۱۱) ابو عمر احمد بن عبدالملک الاشبیلی المعروف بابن المکوی :

آپ قرطبہ کے مفتی اعظم تھے ۔ آپ نے منصور بن ابی عامر کی ہدایت پر ابومروان معیطی کے ساتھ مل کر امام مالک کے اقوال کو جمع کیا ۔ اور انھیں کتابی شکل دی ۔ ابن عبدالبر نے ان کی خوب صحبت حاصل کی ۔ اور بہت زیادہ استفادہ ان سے کیا ۔

(۱۲) علامہ باجی تجیبی قرطبی (م ۴۷۴ھ)

آپ کی کنیت ابو الولید نام سلیمان بن خلف بن سعید بن ایوب بن وارث ہے ۔ قرطبہ کے رہنے والے نامور حافظ حدیث اور تصانیف کثیرہ کے مصنف ہیں ۔ آپ کو مختلف الانواع علوم وفنون میں دسترس حاصل تھی ۔ اشبیلیہ کے قریب ایک شہر باجہ کی طرف منسوب ہو کر آپ باجی کہلاتے ہیں ۔ یہاں آپ کے دادا بطلیوس سے منتقل ہوکر آباد ہوئے تھے ۔

آپ نے یونس بن عبداللہ قاضی ، مکی بن ابوطالب ، محمد بن اسماعیل ، ابوبکر محمد بن حسن بن عبدالوارث سے اندلس میں استفادہ کیا ۔ مکہ معظمہ میں حافظ ابوذر کی صحبت میں آپ مسلسل تین سال تک رہے اور ان کی خوب خدمت کی ۔ حفاظ حدیث میں حافظ ابو القاسم بن طبیز ، علی بن موسی سمسار، سکن بن جمیع

حیدادی اور ابوطالب عمر بن ابراهیم زهری نیز اس طبقه کے دوسرے حضرات سے استفاده کیا ـ تیره سال طالب علمی کی زندگی گذارنے کے بعد آپ اندلس واپس هوئے ـ اور علم حدیث کی خدمت شروع کی ـ

آپ کے تلامذه میں حافظ ابوبکر خطیب اور حافظ ابو عمر بن عبدالبر کا نام سرفهرست ہے ـ حالانکه یه دونوں حضرات عمر اور علم وفضل نیز شهرت میں آپ سے زیاده هیں (۱۵) ـ

مذکوره بالا شیوخ کے علاوه ابن عبدالبر نے ابو مطرف القنازعی، قاضی یونس بن عبدالله، ابو الولید بن الفرضی ، احمد بن فتح الرسان اور یحیی بن وجه الجنة سے کسب علم کیا ـ اور ان سے روایتیں لیں ـ

ابو الفتح بن سیبخت اور حافظ عبدالغنی نے مصر سے آپ کو تحریری طور پر اجازت دی اسی طرح ابو القاسم عبیدالله بن السقطی احمد بن نصر الدراوردی اور شیخ الحرم ابو ذر الهروی نے مکه مکرمه سے آپ کو اپنی تحریر کے ذریعه اجازت دی ـ اس سے اندازه هوتا ہے که ابن عبدالبر کو اپنے دور میں علماء اور شیوخ کے هاں کتنی شهرت اور وقعت حاصل هو گئی تهی ـ

تلامذه

حافظ ابن عبدالبر کے تلامذه کی تعداد بهت زیاده ہے ـ ان میں سے جنهیں زیاده شهرت حاصل هوئی ان کے نام یه هیں ـ

ابو العباس دلائی، ابو محمد بن ابو قحافه، ابو الحسن بن مفوّز ، ابو علی غسّانی، ابو عبدالله حمیدی، ابوبحر سفیان بن عاص محمد بن فتوح الانصاری اور ابوداؤد سلیمان بن ابو القاسم ــــ ان میں سے هر ایک کا تذکره کرنا بخوف طوالت کی وجه سے مشکل ہے ـ البته ان دو حضرات کے بارے میں مختصراً کچھ کهنا ضروری ہے ـ جنهوں نے علم حدیث کی بهت زیاده خدمت کی اور علمائے حدیث کے هاں حافظ کے لقب کے مستحق هوئے ـ

(۱) حافظ حمیدی اندلسی (۴۲۰ ھ ـ ۴۸۸ھ)

آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور نام محمد بن ناصر ازدی ہے۔ اندلس کے رھنے والے پختہ کار حافظ حدیث ھیں ـ اپنے جد اعلی حمید کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے حمیدی کہلاتے ھیں ـ اور اندلس کے مشرقی جانب جزیرہ میورقہ کی طرف نسبت کی وجہ سے میورقی بھی کہلاتے ھیں ـ آپ نے اندلس، شام، مصر، عراق اور حرم کے حلقہ ھائے درس میں حدیث کا سماع کیا ـ تحصیل علم کیلئے کافی عرصہ بغداد میں بھی رہے ـ

آپ کے مشہور اساتذہ میں سے حافظ ابوعمر بن عبدالبر ، ابن حزم، ابو زکریا عبدالرحیم بخاری، حافظ ابوبکر خطیب اور ابو جعفر بن مسلمہ ھیں ـ

امیر ابن ماکولا کہتے ھیں ، میں نے نزاھت ، عفت اور علمی مصروفیت میں اپنے دوست حمیدی جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا ــ ابراھیم سلماسی کا کہنا ہے کہ فضیلت، وسعت علم، عقلمندی اور اشاعت علم کی حرص میں میری آنکھوں نے امام حمیدی جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا ـ

آپ کی تالیفات میں سے جو مشہور ہوئیں ان کے نام یہ ھیں :

(I) کتاب الجمع بین الصحیحین ـ (II) تاریخ اندلس

(III) جمل تاریخ الاسلام ـ (IV) ذھب المسبوک فی وعظ الملوک ـ

(V) کتاب الترسل ـ (VI) کتاب مخاطبات الاصدقاء ـ

(VII) کتاب حفظ الجار ـ

(۲) امام غسّانی جیانی اندلسی (۴۲۷ ھ ـ ۴۹۸ھ)

آپ کی کنیت ابوعلی اور نام حسین بن محمد بن احمد ہے ـ اندلس کے رھنے والے پختہ کار محدث اور بلند پایہ حافظ حدیث ھیں ـ

آپ نے حافظ ابو عمر بن عبدالبر ۔ حکم بن محمد ، حاتم بن محمد طرابلسی، ابو شاکر عبدالواحد فیری، ابو عبداللہ بن عتاب ، محدّث ابو عمرو بن حذاء ، قاضی سراج بن عبداللہ ۔ قاضی ابو الولید باجی، ابو العباس بن دلہاث اور دوسرے متعدد اہل علم سے استفادہ کیا ۔ آپ کے سارے شیوخ اندلسی ہیں ۔ تحصیل علم کیلئے آپ اندلس سے باہر نہیں گئے ۔

آپ کا شمار صاحب بصیرت اور صاحب ضبط واتقان نقاد حدیث میں ہوتا ہے ۔ ادب عربی، لغت ، شعروشاعری اور علم الانساب میں آپ کو کمال حاصل تھا ۔ ان جملہ فنون میں آپ نے کتابیں لکھیں ۔ دور دراز علاقوں کا سفر کرکے لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ۔ اور آپ کی نقل پر اعتماد کرتے تھے ۔ آپ جامع قرطبہ میں صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے ۔ چوٹی کے علماء آپ سے استفادہ کو باعث فخر سمجھتے تھے ۔

علامہ خلف بن بشکوال نے آپ سے بہت استفادہ کیا ۔ اور کہا ہے کہ مجھے بہت سے لوگوں نے آپ کے متعلق خبر دی ہے اور آپ کو جلالت قدر، حفظ و اتقان، عقلمندی ، منکسر المزاجی اور عفت وعصمت سے موصوف بتایا ہے ۔

سہیلی روض الانف میں لکھتے ہیں : مجھے ابوبکر بن طاہر نے ابو علی غسّانی کے متعلق بتایا کہ حافظ ابن عبدالبر نے ان سے کہا تھا : تمہارے ذمہ یہ اللہ تعالی کا عہد ہے کہ جب کسی صحابی کا نام دیکھو کہ میں نے ذکر نہیں کیا ۔ اسے میری کتاب ,,الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب،، میں درج کر دینا (۱۷) ۔

اس سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ حافظ ابن عبدالبر کا ابوعلی غسّانی سے کتنا گہرا تعلق تھا اور وہ ان پر کتنا اعتماد کرتے تھے ۔

مصنفــات اور مؤلفـات:

حافظ ابن عبدالبر کو اللہ تعالی نے تصنیف و تألیف کا راسخ ملکہ عطا فرمایا تھا۔ آپ نے تفسیر، حدیث، فقہ اور ادب کی خدمت اپنے قلم کے ذریعے کی۔ لیکن زیادہ توجہ علم حدیث اور فقہ پر دی۔ کشف الظنون میں آپ کی جن کتب کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم ان کے نام نقل کر دیتے ہیں۔

۱۔ آداب العلم۔
۲۔ الاجوبة الموعبة علی المسائل المستغربة من صحیح البخاری۔
۳۔ الاستذکار لمذاهب ائمة الامصار۔
۴۔ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب۔
۵۔ الاکتفاء فی قرآة نافع وابی عمرو۔
٦۔ الانباء عن قبائل الرواة۔
۷۔ الانتهاء فی فضائل الثلاثة الفقهاء۔
۸۔ الانصاف فیما بین العلماء من الاختلاف۔
۹۔ بهجة المجالس وانس الجالس۔
۱۰۔ البیان فی تاویلات القرآن۔
۱۱۔ التقصی بحدیث المؤطا۔
۱۲۔ التمهید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید۔
۱۳۔ جامع بیان العلم وفضله وما ینبغی فی روایته وحمله۔
۱۴۔ الدرر فی اختصار المغازی والسیر (۱۸)۔

کشف الظنون میں آپ کی کتب کی جو فہرست دی گئی ہے۔ اس میں کئی کتابیں رہ گئی ہیں۔ خاص کر ,,الکافی فی فقه اهل المدینة،، جو ابن عبدالبر کی معرکة الآراء کتاب ہے اس کا تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ابن عبدالبر کی بعض

کتابیں اس وقت مطبوعہ شکل میں نہیں تھیں ۔ بعد میں طبع ہو کر سامنے آئی ہیں ۔ جو کتابیں دستیاب تھیں ان کا تذکرہ آ گیا اور جو نایاب تھیں وہ نشاندھی سے رہ گئیں ۔

حافظ ذہبی نے مذکورہ کتب کے علاوہ جو کتابیں آپ کی طرف منسوب کی ہیں ان کے نام یہ ہیں :

۱ ۔ کتاب الکنـی ۔

۲ ۔ کتاب القصد والامم فی انساب العرب والعجم ۔

۳ ۔ کتاب الشواھد فی اثبات خبر الواحد ۔

۴ ۔ کتاب الانصاف فی اسماء اللہ تعالی ۔

۵ ۔ کتاب الفرائض (۱۹) ۔

ان کتب میں جن کو زیادہ مقبولیت حاصل ھوئی ذیل میں ہم مختصراً ان کا تعارف کرتے ھیں ۔

(۱) التمھید لمافی المؤطا من المعانی والاسانید :

مؤطا امام مالک کی سب سے عمدہ اور خوبصورت شرح ہے ۔ ابن عبدالبر نے امام مالک کے شیوخ کے ناموں کی ترتیب کے مطابق ان کی روایات کو مرتب کیا ہے ۔ اور ہر ایک روایت کی سند کے رجال پر بحث کی ہے ۔ پھر روایت کی تفصیلی شرح کی ہے ۔ آپ سے پہلے کسی نے اس طرز پر حدیث کی کوئی کتاب ترتیب نہیں دی تھی ۔ ابن حزم اس کتاب کے بارے میں کہتے ھیں : لا اعلم فی الکلام علی فقه الحدیث مثله ۔ فکیف احسن منه » (۲۰) ۔

یعنی فقه الحدیث کے موضوع پر اس جیسی کوئی اور کتاب میرے علم میں نہیں ۔ اور اس سے بہتر کا تو سوال ھی پیدا نہیں ھوتا ۔ شیخ محمد اس ضمن میں لکھتے ھیں :

,,شرح المؤطا خلق کثیر منهم الحافظ ابو عمر بن عبدالبر النمری القرطبی ، وله علیه شرحان ۔ اولهما ۔ التمهید لما فی المؤطا من

المعاني والاسانيد ـ رتبه علی اسماء شیوخ مالک علی حروف المعجم وهو کتاب لم یتقدمه ، احد الی مثله (۲۱) ـ

یعنی مؤطا کی شروح بہت لوگوں نے لکھی ہیں ـ ان میں ایک حافظ ابن عبدالبر القرطبی ہیں ـ انہوں نے مؤطا کی دو شرحیں لکھی ہیں ـ ایک ,,التمہید ،، ہے ـ جس میں امام مالک کے شیوخ کے ناموں کو حروف تہجی کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے اور ان کی روایتیں جمع کی گئی ہیں ـ یہ ایسی کتاب ہے جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی ـ

حافظ ابن عبدالبر خود اپنی اس کتاب کو بہت چاہتے تھے ـ آپ اس کے بارے میں کہتے ہیں :ـ

(۱) سمیر فؤادی من ثلاثین حجّـة
وصاقل ذهنی والمفرّج عن هـم

(۲) بسطّت لهم فیه کـلام نبیهـم
لمـا فی معانیـه من الفقه والعلم

(۳) وفیـه من الآداب ما یهتـدی بـه
الی البرّ والتقوی ونهی عن الظلم (۲۲)

یعنی یہ کتاب تیس سال سے میرے دل کا مونس اور ساتھی ہے ـ میرے ذہن کی صفائی کا ذریعہ اور میرے غموں کو دور کرنے کا وسیلہ ـ میں نے اس میں لوگوں کیلئے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ـ اس کے معانی و مطالب اور نکات کی وضاحت کی ہے ـ اس میں ایسے آداب ہیں جن کے اپنانے سے نیکی اور تقوی حاصل ہوتی ہے اور ظلم سے دور رہنے کی توفیق ملتی ہے ـ

,,التمہید ،، واقعی ایسی کتاب ہے جس کی ترتیب میں بڑی محنت اور کوشش کی گئی ہے ـ اس کے مطالعہ سے قاری پر یہ

حقیقت واضح هو جاتی ہے که مؤلف نے اس کی تالیف میں بڑی توجه ، انہماک اور عرق ریزی سے کام لیا ہے۔ پہلے یه کتاب نایاب تھی ۔ اب عام دستیاب ہے۔ پاکستان میں مکتبه قدوسیه لاهور نے اسے طبع کیا ہے۔

(۲) الاستذکار فی شرح مذاهب علماء الامصار :

ابن عبدالبر نے مؤطا کی دوسری شرح ,,الاستذکار،، کے نام سے لکھی ۔ بعض علماء کا خیال ہے که یه التمهید ،، کا اختصار ہے۔ کشف الظنون میں ہے ۔

,,له کتاب التمهید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید ...... واختصره وسماه الاستذکار،،(۲۳) ۔

یعنی آپ کی ایک کتاب التمهید ہے جسے آپ نے مختصر کیا اور ,,الاستذکار،، نام رکھا ۔

لیکن یه بات صحیح نہیں ,,الاستذکار،، آپ کی مستقل تالیف ہے۔ جس میں آپ نے مؤطا کے ابواب کی تنسیق کی ہے اور علماء کے مذاهب پر بحث کی ہے۔

شیخ محمد اس کے بارے میں کہتے هیں : کتاب الاستذکار فی شرح مذاهب علماء الامصار ،، ,,شرح فیه الموطا علی وجهه ،،(۲۴) ۔

یعنی کتاب الاستذکار مؤطا کی مستقل شرح ہے جو ابن عبدالبر نے اپنے خاص طرز پر لکھی ہے۔ اور ابن خلکان کہتے هیں : شرح فیه المؤطا علی وجهه ونسق ابوابه ،،(۲۵) ۔

یعنی اس کتاب میں ابن عبدالبر نے مؤطا کی روایات کی شرح اپنے طرز پر کی ہے اور اس کے ابواب پر بھی کام کیا ہے۔

,,الاستذکار،، کو علماء کے هاں بڑی اهمیت اور مقبولیت حاصل ہے۔ علامه ابن رشد نے اپنی کتاب ,,بدایة المجتهد ،، میں اس اس سے خوب استفاده کیا ہے ۔

(۳) التقصّی لحدیث المؤطا :

عام طور سے مؤطا پر ابن عبدالبر کی دو شرحیں مشہور ھیں ـ لیکن آپ نے مؤطا کی ایک اور شرح بھی لکھی ہے ـ کشف الظنون میں اس کا تذکرہ ان الفاظ کے ساتھ کیا گیا ہے :

صنف الحافظ ابو عمر ابن عبدالبر القرطبی کتاباً سماہ ,,التقصّی لحدیث المؤطا ،، (۲٦) ـ

یعنی حافظ ابن عبدالبر نے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام التقصیّ لحدیث المؤطا ،، رکھا ـ

موسی بن ابوتلید اور ابو محمد بن عتاب کہتے ھیں کہ ھم نے ابو عمر ابن عبدالبر سے ان کی کتاب التقصی پڑھی ہے (۲۷) ـ اس سے معلوم ھوتا ہے کہ آپ اپنی حیات میں یہ کتاب پڑھاتے تھے اور اس کی اتنی شہرت ھو گئی تھی کہ لوگ اسے اخذ کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں آتے تھے ـ

(۴) الاستیعاب فی معرفة الاصحاب :

ابن عبدالبر کی سب سے معروف اور مایہ ناز کتاب ,,الاستیعاب،، ہے ـ اس کتاب میں آپ نے وہ روایات جمع کی ھیں جن کا تعلق صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء اور حیات سے ہے ـ آپ سے پہلے اس موضوع پر کئی محدثین نے کام کیا تھا ـ مثلاً ابو القاسم بغوی ، ابوبکر بن ابی داؤد عبدان ، شیخ مطیّن ، ابن السکن، ابن شاھین ابو منصور الماوردی ، ابن حبان، طبرانی اور حافظ ابن مندہ وغیرہ نے ـ ان سب حضرات کے کام کو مدنظر رکھ کر آپ نے الاستیعاب مرتب کی ـ ابن عبدالبر نے اپنی کوشش کے مطابق ان تمام کتب کا مواد اپنی کتاب میں جمع کیا ـ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ سے بہت کچھ رہ گیا ـ حافظ ابن حجر اس بارے میں لکھتے ھیں :

,,سمی کتابه الاستیعاب لظنه انه استوعب مافی کتب من قبله، ومع ذلک ففاته، شئی کثیر فذیل علیه ابوبکر بن فتحون ذیلا حافلا وذیل علیه جماعة فی تصانیف لطیفة،، (۲۸) ۔

یعنی ابن عبدالبر نے اپنی کتاب کا نام ,,الاستیعاب،، اس لئے رکھا کہ آپ اس موضوع پر اسے گذشتہ کتب کی جامع سمجھتے تھے لیکن آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ۔ بہت کچھ آپ سے چھوٹ گیا تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ بعد میں ابوبکر بن فتحون اور دیگر علماء نے اس کتاب پر ضمیمے لکھے ۔

ابوبکر محمد بن خلف بن سلیمان بن فتحون (م ۵۳۰ ھـ) نے الاستیعاب پر جو ضمیمہ (ذیل) لکھا ہے۔ اس کا نام ,,الاستلحاق علی الاستیعاب فی معرفة الاصحاب،، ہے (۲۹) ۔

یہ بات صحیح ہے کہ ,,الاستیعاب ،، اس موضوع پر بالکل جامع کتاب نہیں ہے۔ لیکن بہرحال یہ معرفة صحابہ میں ایک مفید، مستند اور قابل اعتماد مجموعہ ہے۔ بعد میں جن محدثین نے اس عنوان پر کام کیا ہے انہوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا ہے اور اس سے پورا پورا استفادہ کیا ہے۔ حافظ ابن حجر نے بھی ,,الاصابہ،، کی ترتیب میں اسے پوری طرح پیش نظر رکھا ہے۔ اور خوب اخذ کیا ہے۔ مطبعة السعادة ۔ مصر نے الاصابة کے ساتھ ھی حاشیہ پر ,,الاستیعاب،، کو چھاپ دیا ہے۔ اس طرح قاری بہ یک وقت دونوں کا مطالعہ کر سکتا ہے۔ الاستیعاب کی ترتیب بہت عمدہ اور خوبصورت ہے ابن خلکان اس کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ھیں ,, جمع ابن عبدالبر فی اسماء الصحابه رضی الله عنهم کتاباً جلیلاً مفیداً سمّاہ الاستیعاب فی معرفة الاصحاب ،،(۳۰) ۔

یعنی ابن عبدالبر نے اسماء صحابہ کے عنوان سے بہت جلیل القدر اور مفید کتاب لکھی جس کا نام الاستیعاب رکھا ۔

(۵) جامع بیان العلم وفضله وما ینبغی فی روایته وحمله :

حافظ ابن عبدالبر کی یہ کتاب علم اور علماء کی فضیلت نیز علماء کے فرائض کے موضوع پر نہایت مفید اور دلچسپ کتاب ہے۔ آپ نے اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، تابعین ، تبع تابعین اور دیگر جلیل القدر علماء کے اقوال جمع کئے ہیں اور بہت خوبصورت انداز میں ترتیب دی ہے آپ سے پہلے اس موضوع پر کئی علماء نے قلم اٹھایا ۔ جوامع کے مؤلفین نے اپنی اپنی کتاب میں اس کیلئے مستقل باب وقف کیا اور روایات جمع کیں ۔ لیکن حافظ ابن عبدالبر نے موضوع کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس پر مستقل کتاب تالیف کی ۔ کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں : ,, مجھ سے پہلے بھی اس قسم کی کتابیں کئی آدمی لکھ چکے ہیں وہ کافی ہوتیں تو میں یہ کتاب نہ لکھتا اور ان کی طرف اشارہ کر دیتا ۔ لیکن وہ کافی نہیں ۔ ہر مولف نے وہی جمع کیا ہے جو اس کے ذہن میں محفوظ تھا اور جس کے تلف ہو جانے کا اندیشہ تھا یا جسے اس نے طالب ارشاد کیلئے مناسب سمجھا ،،(۳۱) ۔

جناب عبدالرزاق ملیح آبادی جنھوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کیا ہے لکھتے ہیں : عربی ادب میں ,,جامع بیان العلم وفضلہ ،، بڑے پائے کی کتاب مانی جاتی ہے۔ علم اور فضیلت علم پر اس سے بہتر اور جامع کتاب دیکھی نہیں گئی ۔ اسلامی نقطہ نظر سے علم، اہل علم اور طالبان علم کے بارے میں آدمی جو کچھ جاننا چاہے اس کتاب میں موجود ملے گا ۔

کتاب کی تالیف محدثین کرام کے دل نشین طریقہ پر ہوئی ہے۔ ابواب قائم کئے گئے ہیں ۔ اور ہر باب میں روایتیں کچھ اس طرح جمع کر دی گئی ہیں کہ موضوع کے خشک ہونے پر بھی کتاب دلچسپ بن گئی ہے (۳۲) ۔

کتاب کے آخر میں امام شافعی کا سفرنامہ مختصراً ذکر کیا گیا ہے جو مفید اور دلچسپ ہے۔ یہ کتاب اسانید کے ساتھ دو جلدوں میں چھپتی رہی۔ بعد میں اسانید اور مکرر روایات کو حذف کیا گیا۔ اور ایک جلد میں طبع ہوتی رہی۔ جناب ملیح آبادی نے جس نسخہ کا اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ وہ محذوف الاسانید ہے۔ عربی کا مکمل اور اصل نسخہ جو ہمارے سامنے ہے، مصر سے چھپا ہے۔

(٦) کتاب الکافی فی فقه اهل المدینة المالکی :

فقہ مالکی پر حافظ ابن عبدالبر کی شاہکار کتاب ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اپنی مجتہدانہ بصیرت سے بھی کام لیا ہے اور بعض مسائل میں اپنا نقطہ نظر واضح کیا ہے۔ کتاب کی تالیف کے بارے میں لکھتے ہیں :

,,ان بعض اخواننا من اهل الطلب والعناية والرغبة فی الزيادة من التعلم سألنی ان اجمع له ، کتابا مختصرا فی الفقه يجمع المسائل التی هی اصول وامهات لمايبنی عليها من الفروع والبينات فی فوائد الاحکام ومعرفة الحلال والحرام، يکون جامعاً، مهذباً ، وکافياً مقرباً ومختصراً مبوباً ليستذکر به عند الاشتغال وما يدرک الانسان من الملال، يکفی عن المؤلفات الطوال ويقوم مقام المذاکرة عند عدم المدارسة، فرأيت ان اجيبه الی ذلک لما رجوت فيه من عون العالم المقتصر ، ونفع الطالب المسترشد التماسا لثواب الله عزوجل فی تقريبه علی من اراده واعتمدت فيه علی علم اهل المدينة وسلکت فيه مسلک مذهب الامام ابی عبدالله مالک بن انس رحمه الله ،،(۳۳) ۔

یعنی مجھ سے میرے ایک ایسے بھائی نے جسے اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کا شوق تھا۔ کہا کہ میں فقہی مسائل پر ایک ایسی کتاب لکھوں جو مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ بنیادی حیثیت کی

حامل ہو اور احکام کو سمجھنے کے سلسلہ میں مفید ہو ۔ جامع اور ترتیب کے لحاظ سے عمدہ ہو تاکہ پڑھنے والا اسے بآسانی اور خوشی خوشی پڑھ سکے اور اسے لمبی اور ضخیم کتب کے مطالعہ کا احتیاج نہ رہے ۔ چنانچہ میں نے اس کے کہنے پر یہ کام شروع کیا ۔ اس کتاب کی تالیف کا اصل مقصد اللہ تعالی کی رضا کا حصول اور طلبہ کو علمی فائدہ پہنچانا ہے۔ میں نے اس میں علمائے مدینہ کے علم پر اعتماد کیا ہے اور امام مالک کے مسلک کو اختیار کیا ہے۔

کتاب پہلے نایاب تھی ۔ ڈاکٹر محمد احید الموریتانی نے اس کے اصل نسخہ (مخطوطہ) کے حصول میں بڑی محنت کی ۔ اسے مرتب کیا ۔ اور اس پر تحقیق ، تقدیم اور تعلیق کی ۔ مکتبۃ الریاض الحدیثہ نے بہت خوبصورت شکل میں اسے چھاپ دیا ہے۔

(۷) بهجة المجالس وأنس المجالس :

حافظ ابن عبدالبر اعلی درجہ کے محدث، فقیہہ،و مؤرخ اور مفسر ہونے کے ساتھ ساتھ ادب اور شعر وشاعری میں بھی بلند مقام رکھتے تھے ۔ آپ کی کتاب ,,بهجة المجالس،، ادباء اور شعراء حضرات کے ہاں بڑی مقبول ہے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کو ادب سے کتنی دلچسپی اور کلام پر کتنا عبور حاصل تھا ۔ کشف الظنون میں اس کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی گئی ہے :

,,بهجة المجالس وأنس المجالس للحافظ ابن عبدالبر . وهو فی مجلد من الکتب المعتبرة فی المحاضرات ۔ مرتب علی مائة واربعة وعشرين بابا،، (۳۳) ۔

یعنی بہجۃ المجالس حافظ ابن عبدالبر کی تالیف ہے اس کا شمار ادب کی معتبر کتابوں میں ہوتا ہے ایک سو چوبیس ابواب پر مشتمل ہے۔

عام طور سے آپ کی صرف ایک کتاب بهجة المجالس کے نام سے معروف ہے۔ لیکن کشف الظنون میں اس موضوع پر آپ کی دو کتابوں کا تذکرہ ملتا ہے ، ایک بهجة المجالس وانس المجالس، اور دوسری ,,بهجة المجالس وانس الجالس، آخر الذکر کے بارے میں لکھا گیا ہے : مجلد فی نصف حجم السابق مرتب علی ستین باباً ، (۳۵)۔

یعنی یہ کتاب ساٹھ ابواب پر مشتمل ہے اور حجم کے لحاظ سے اول الذکر کے آدھے کے برابر ہے۔

اس کتاب کو مختلف مکتبوں نے چھاپا ہے۔ بعض نے الگ الگ اور بعض نے ایک ساتھ اور ایک نام کے ساتھ۔ ممکن ہے کہ کشف الظنون کے مرتب کے سامنے اس کے دو الگ الگ نسخے ہوں اور اس نے اس لحاظ سے ان کا تذکرہ کیا ہو۔

حافظ ابن عبدالبر کے بارے میں اس مقالہ کا اختتام ہم اس وصیت کے ساتھ کرتے ہیں ۔ جو انہوں نے ایک موقعہ پر اپنے بیٹے کو کی ، کہتے ہیں :

تجاف عن الدنیا وهوّن لقدر رها
ووف سبیل الدین بالعروة الوثقیٰ
وسارع بتقوی الله سراً وجهرة
فلا ذمة اقوی هدیت من التقویٰ
ولا تنس شکر الله فی کلّ نعمة
یمّن بها فا الشکر مستجلب النعمیٰ
فدع عنک مالا حظ فیه لعاقل
فان طریق الحق أبلج لایخفیٰ
وشحّ بایام بقین قلائل
وعمر قصیر لا یدوم ولا یبقیٰ

ألم تر ان العمر يمضي موليا

فجدته تبلى ومدته تفنى (٣٦)

ترجمہ :

دنیا سے دور رہ اور اس کو اھمیت نہ دینا ۔ اور دین کے راستہ کو پوری مضبوطی کے ساتھ تھامے رکھنا ۔ اللہ تعالی سے ہر حال میں ڈر ظاھر میں بھی اور باطن میں بھی ۔

اس لئے کہ تقویٰ سب سے بڑا سہارا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی اور سہارا نہیں ۔

اللہ تعالی کی ہر نعمت کا شکر ادا کرنا ۔ اس لئے کہ شکر ادا کرنے سے مزید نعمتیں حاصل ہوتی ھیں ۔ شکر نعمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے ۔

وہ تمام کام چھوڑ جن کے کرنے سے کرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں ملتا ۔ صحیح راستہ پر چل ۔ حق کا راستہ چھپا ھوا نہیں بلکہ ظاھر اور نمایاں ہے ۔

زندگی کے جو تھوڑے سے دن باقی ھیں ۔ انھیں بہت احتیاط اور سوچ کے ساتھ گذار ۔ اس لئے کہ یہ مختصر سی زندگی نہ دائم ہے اور نہ باقی ہے ۔ یعنی ختم ہونے والی ہے ۔

دیکھئے عمر کس طرح مسلسل گذر رھی ہے ۔ اس کی جدت بوسیدہ ھو رھی ہے اور اس کی مدّت فنا ھو رھی ہے ۔

حوالہ جات

١ ۔ ابن خلکان ، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابوبکر ۔ وفیات الاعیان ج ٧ ، ص ٦٦ ۔ منشورات الشریف الرضی ۔ قم ۔

٢ ۔ ایضاً ۔

٣ ۔ ایضاً ۔

۴ ـ ذہبی ، ابو عبداللہ شمس الدین محمد ـ تذکرہ الحفاظ
ترجمہ : حافظ محمد اسحاق ـ ج ۳ ، ص ۷۵۳ ، اسلامک پبلشنگ ھاؤس ، لاہور ـ
۵ ـ مصطفی العلوی ، محمد عبدالکبیر البکری ـ مقدمۃ التحقیق علی التمہید ـ ج ۱ ، ص ۱۳ ، المکتبۃ القدوسیہ اردو بازار ، لاہور ـ
۶ ـ محمد احید ولد مادیک الموریتانی ـ مقدمۃ التحقیق علی الکافی فی فقہ اہل المدینۃ المالکی ، ج ۱ ، ص ۱۳۱ ـ مکتبۃ الریاض الحدیثہ ـ الریاض ـ
۷ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۷۵۳ ـ
۸ ـ ایضــــاً ـ
۹ ـ مقدمۃ التحقیق علی التمہید ج ۱ ، ص ۱۶ ـ
۱۰ ـ وفیات الاعیان ج ۷ ، ص ۷۱ ـ
۱۱ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۷۵۳ ـ
۱۲ ـ ایضــاً ـ
۱۳ ـ ایضــــاً ـ
۱۴ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۷۲۵ ـ
۱۵ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۷۸۸ ، ۸۹ ـ
۱۶ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۸۱۷ ـ ۱۸ ـ
۱۷ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۸۲۷ ، ۲۸ ـ
۱۸ ـ اسماعیل باشا البغدادی ، کشف الظنون ، ج ۶ ، ص ۵۵۰ ، دار الفکر ، بیروت ، لبنان ـ
۱۹ ـ تذکرۃ الحفاظ ج ۳ ، ص ۷۵۳ ـ
۲۰ ـ وفیات الاعیان ج ۷ ، ص ۶۸ ـ
۲۱ ـ محمد محمد ابوزھو ـ الحدیث والمحدثون ، ص ۲۵۰ ، مطبعۃ مصر شرکۃ مساھمۃ مصریۃ ، ۱۳۷۸ ھـ ـ ۱۹۵۸ء ـ
۲۲ ـ ایضــــاً ـ
۲۳ ـ حاجی خلیفہ مصطفی بن عبداللہ الروعی الحنفی ـ کشف الظنون ج ۲ ، ص ۱۹۰۷ ـ ۱۳۰۲ ھـ ـ ۱۹۸۲ م ـ دار الفکر ، بیروت ، لبنان ـ
۲۴ ـ الحدیث والمحدثون ، ص ۲۵۱ ـ
۲۵ ـ وفیات الاعیان ، ج ۷ ، ص ۶۹ ـ
۲۶ ـ کشف الظنون ج ۲ ، ص ۱۹۰۷ ـ
۲۷ ـ تذکرۃ الحفاظ ، ج ۳ ، ص ۷۵۳ ـ
۲۸ ـ ابن حجر ، ابو الفضل احمد بن علی العسقلانی ـ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ ـ ج ۱ ، ص ۳ ـ مطبعۃ السعادۃ ، مصر ـ
۲۹ ـ کشف الظنون ج ۳ ، ص ۷۲ ـ
۳۰ ـ وفیات الاعیان ج ۷ ، ص ۷۰ ـ
۳۱ ـ ابن عبدالبر ، ابو عمر یوسف بن عبداللہ القرطبی ـ جامع بیان العلم و فضلہ ـ ترجمہ : عبدالرزاق ملیح آبادی ، ص ۳۲ ـ ، ادارہ اسلامیات انار کلی ، لاہور ـ

٣٢ ـ جامع بيان العلم وفضله ، ص ٧ ـ

٣٣ ـ ابن عبدالبر ، يوسف بن عبدالله القرطبي ـ الكافي في فقه اهل المدينة المالكي ، ج ١ ، ص ١٣٧ ، مكتبة الرياض الحديثه ، الرياض ـ

٣٣ ـ كشف الظنون ج ١ ، ص ٢٠٨ ـ

٣٥ ـ مقدمة التحقيق على التمهيد ج ١ ، ص ١٦ ـ

٣٦ ـ ايضـــــاً ـ